حضرت مولانا ابراہیم یوسف باوا زنگوآنی صاحب
مدیر ماہنامہ الاسلام، برطانیہ

شادی

اسلامی تعلیمات اور سلف صالحین کا تعامل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

"کوئی شخص تمہارے پاس نکاح کا پیام بھیجے جس کے دین اور خلق (عادت) سے تم راضی اور خوش ہو تو اس کا پیام منظور کر کے اس سے نکاح کر دو۔ اور اگر نہ کرو گے تو زمین پر سخت فتنہ برپا ہوگا" (ترمذی عن ابی ہریرہؓ)

(ف) حضرت حکیم الامتؒ کو ایک صاحب نے لکھا کہ لڑکیوں کی شادی کی بہت فکر ہے۔ کوئی نسبت حسبِ دلخواہ نہیں آتی۔ کہیں سے ڈاڑھی والے لڑکے کی بات آتی ہے تو نہایت مغلوب الحال پاتا ہوں اور جس کو دال روٹی سے خوش دیکھا جاتا ہے۔ تو وہاں ڈاڑھی صفاچٹ پاتا ہوں (یعنی دینداری نہیں ہوتی) کئی جگہ محض ان وجوہات کی بنا پر انکار کر دیا۔ دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ آبرو رکھیں اور معاملہ میں شرمندگی کی نوبت نہ آئے۔ ہر شخص یہ کہتا ہے کہ میاں اس خیال کو چھوڑو۔ آج کل ڈاڑھی والے (یعنی دیندار) بڑی مشکل سے ملیں گے۔

فرمایا :- واقعی بڑی مشکل ہے میں پختہ رائے تو دیتا نہیں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ اس زمانہ میں پوری دینداری داڑھی والوں میں بھی نہیں ہے بس ایک داڑھی منڈانے کا گناہ (کبیرہ) کر رہا ہے تو دوسرا شہوت پرستی کا گناہ کر رہا ہے۔ تو نری ڈاڑھی لے کر کیا کرو گے؟ اگر ہو تو حقیقی دینداری ہو جو بہت دشوار (کی مشکل) ہے لہٰذا اس صورت میں اگر اس میں تھوڑی سی وسعت کی جاوے یعنی صرف دو چیزوں کو دیکھ لیا جاوے (۱) ایک یہ کہ اعتقادِ اسلامیہ میں شک وشبہ یا تمسخر واستہزار سے پیش نہ آوے۔

(۲) دوسرے یہ کہ طبیعت میں صلاحیت ہو کہ اہل علم اور بزرگوں کا ادب کرتا ہو، نرم خو ہو کہ اپنے متعلقین کے حقوق ادا کرنے کی اس میں توقع ہو اور گنجائش مالی بقدرِ ضرورت ہونا ضروری ہے۔ تو ایسے شخص کو گوارا کر لیا اسلئے پھر جب آمد و رفت اور میل جول اور مناسبت ہوگی۔ تو ایسے شخص سے بعید نہیں کہ اس ڈاڑھی کے معاملہ میں بھی اس کی اصلاح ہو جاوے گی۔ (مآثرِ حکیم الامت صـ ۱۶۹)

ایک مشورہ ۔ یہ تو حضرت اقدس تھانوی علیہ الرحمہ کا خیال ہے ۔ بندہ عاصی کا مشورہ یہ ہے کہ مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کے مطابق لڑکے کی تلاش کرے اور پیام کا صبر و استقلال سے انتظار کرے ۔ انشاء اللہ العزیز مناسب پیام آئے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے میری حافظ بچیوں کے لئے بہترین جوڑے عنائت فرمائے ہیں ۔ دل سے دعا کرنے اور صبر کی ضرورت ہے ۔

ایک بزرگ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ حافظ و عالم جو دین کے کام میں لگا نہ ہو وہ بے عمل ہے اس سے بھی اپنی بیٹی کی شادی نہ کرائے ۔ اللہ پاک تمام مسلمان بچیوں کے سرپرستوں پر رحم و کرم کا معاملہ فرماوے اور بہترین نیک و صالح جوڑا نصیب فرماوے ۔ آمین

کیسی عورت سے نکاح کرے ؟ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

" عورت سے چار باتوں کے سبب نکاح کیا جاتا ہے :۔

۱ ۔ مالداری (کی وجہ سے) ۲ ۔ حسب (و نسب کی وجہ سے) ۳ ۔ حُسن (و جمال کی وجہ سے) اور ۴ ۔ اس کے دین کی وجہ سے ۔ ان میں سے جس نے دین و مذہب (یعنی عورت کی دینداری) کی وجہ سے نکاح کیا وہ کامیاب ہوا اور خاک آلودہ ہوں تیرے ہاتھ تو مال اور حسن کے سبب نکاح کرے (بخاری و مسلم عن ابی ہریرۃؓ)

(ف) فرمان رسول (جو در اصل وحی خفی ہوتی ہے) تو یہ ہے کہ دیندار عورت سے نکاح کیا جائے ۔ اور ہمارا عمل یہ ہے کہ دیندار عورت کو چھوڑ کر عورت کی مالداری، حسن و جمال، حسب و نسب وغیرہ کو دیکھتے ہیں ۔ ایسی شادیوں میں بے برکتی کیوں نہ ہو جب کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " خاک آلودہ ہوں تیرے ہاتھ " بددعا فرما رہے ہیں ۔

اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ ماں باپ اور سرپرست یہ چاہتے ہیں کہ اپنے لڑکے کی شادی اپنے رشتہ داروں میں کرائے ۔ چاہے لڑکی دیندار ہو نہ ہو ۔ لڑکے کو پسند ہو نہ ہو ۔ یہ بہت بری بات ہے ۔ ہونا یہ چاہیئے کہ لڑکے کی نسبت طے کرنے سے پہلے لڑکے کی رائے معلوم کر لی جائے ۔ اگر لڑکا کسی لڑکی کے بارے میں کوئی رائے دے تو والدین کا فرض ہے کہ لڑکی کی دینداری اور خاندان پر نظر کرے ۔ اللہ کرے ایسا خاندان اور لڑکی مل جائے تو استخارہ کر کے نسبت کرے اگر ایسی لڑکی اپنے ہی خاندان میں ہو تو پھر اسے ترجیح دے ۔ تا کہ نبھاؤ ہو سکے ۔ اور رشتہ دار سے صلہ رحمی کرنے کا اجر بھی حاصل ہو گا ۔

بہت سے " شادی بربادی " پر مستحق اس لئے ہو گئے کہ لڑکی کی دینداری پر نظر نہیں کرتے اور پھر شکوہ شکایت کرتے پھرتے ہیں ۔ حالانکہ لڑکا خود دیندار بھی ہوتا ہے ۔ لیکن شادی کے بعد اس کا گھر جہنم بن جاتا ہے ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا اثر ہے یہی نہیں بلکہ اولاد بھی بے دین ہو جاتی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

"ہر بچہ فطرت دین اسلامیت اور توحید پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔" (بخاری)

شادی کرنے میں غریب عورت کو ترجیح دے | شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ :۔ "علماء نے لکھا ہے کہ نکاح بھی کسی غریب سے کرے۔ مالدار سے نہ کرے اس لئے کہ جو شخص مالدار عورت سے نکاح کرتا ہے وہ پانچ آفتوں میں گرفتار ہوگا۔

۱۔ مہر زیادہ ادا کرنا پڑے گا۔ ۲۔ رخصتی میں دیر اور ٹال مٹول ہوگی (کہ اس کے جہیز کی تیاری ہی ختم نہ ہوگی)۔ ۳۔ اس سے خدمت لینا مشکل ہوگی۔ ۴۔ زیادہ خرچ مانگے گی اور (۵) اور طلاق دینا چاہے گا تو اس کا مال کا لالچ طلاق نہیں دینے دے گا۔

کہتے ہیں کہ عورت چار چیزوں میں خاوند سے کمتر ہونی چاہئیں۔

۱۔ عمر میں ۔ ۲۔ قد کی لمبائی میں ۔ ۳۔ مال میں (۴) شرافت میں ۔

اور چار چیزوں میں خاوند سے بڑھی ہونی چاہیئے :۔

۱۔ خوبصورتی میں ۔ ۲۔ ادب میں ۔ ۳۔ تقویٰ میں ۔ ۴۔ اور عادتوں میں (فضائل صدقات ص ۴۴۲)

ف ۔ بندہ ناچیز دو ایک باتوں کا اضافہ کرنا چاہتا ہے وہ یہ کہ خاوند حلال روزی کمانے میں لگا ہونا چاہیے اور اپنی حلال کمائی سے بیوی بچوں کو پالے ورنہ وہ عورت کا غلام بن کر رہ جائے گا۔ اور اگر عورت مالدار ہو لیکن دیندار نہ ہو تو پھر اس کا گھر دنیا ہی میں جہنم بن جائے گا۔ ہر بات میں بیوی کی لعن طعن سنتا رہے گا اگر عورت مالدار (خدا کرے) ساتھ ساتھ دیندار بھی ہو تو انشاء اللہ وہ اپنی دولت کو خاوند پر نچھاور کر دیگی۔

میں نے بہت لوگوں کو برطانیہ میں دیکھا ہے کہ باوجود کام کر سکنے کے سرکاری وظیفہ پر گذارا کر رہے ہیں اور کام نہیں کرتے اس لئے بیوی کی کڑوی کڑوی باتوں کو سنتے ہیں اور اگر اس کے لڑکے لڑکیاں کام کر کے دو پیسے لاکر دیتے ہیں تو پھر گھر کے فرد اور خاوند کی کوئی وقعت ہوتی ہے اور نہ عزت۔ اس کی حالت نوکر سے بدتر نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گھر کے مردوں پر ذمہ لگایا ہے کہ اپنے ہاتھ کی حلال روزی کما کر لائے اور گھر چلائے اور اپنا اسلامی وقار قائم رکھے اور اہل وعیال کی دینی تعلیم اور تربیت کرکے ادب سکھائے۔

شادی قیامت کبریٰ اور منگنی قیامت صغریٰ ہے | حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے شادی کو قیامت کبریٰ اور منگنی کو قیامت صغریٰ فرمایا ہے۔ منگنی بھی ایسی ضروری رسم قرار دے دی گئی ہے حالانکہ نہ اس کی کوئی شرعی ضرورت ہے اور نہ اس کی کوئی اہمیت۔ تاہم جہاں کسی وجہ سے ایسی ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں۔ لیکن فضول رسومات سے دور رہنا ضروری ہے۔

فرمایا - کہ منگنی بھی اچھی خاصی شادی ہوجاتی ہے - لین دین دعوت مہمانداری غرض یہ کہ شادی کے سب پورے ہوجاتے ہیں۔ منگنی کا مقصد صرف یہ ہے کہ برادری اور رشتہ داروں میں [illegible] جائے کہ فلاں لڑکے یا لڑکی کا رشتہ طے ہوگیا ہے اس کے علاوہ [illegible] کے لئے اس قدر اہتمام اور اسراف بے معنی ہے۔ اعلان اور شگون کے لئے چند سیر مٹھائی اور معمولی [illegible] فریقین کے استعمال کے لئے تبادلہ کر لئے جائیں تب بھی اعلان ہوجاتا ہے۔ جب اس سادگی سے مطلب براری ہوسکتی ہے تو پھر فضول اور لغو رسومات پر عمل کرکے وقت اور سرمایہ ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟
(وقت کا تقاضہ صہ ۱۴)

نوٹ - حضرت نے فرمایا کہ پوری ملت کی اصلاح کی کوشش اپنی اصلاح کے بعد ہی ممکن ہے جو ہم سب پر لازم ہے کیونکہ ؎

فطرت افراد سے اغماض تو کرلیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

گھبرانے کی چیز تو یہ شادیاں ہیں

ایک مرتبہ حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی صاحبؒ بیمار ہوئے۔ حکیم صاحب آئے اور نبض دیکھ کر کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ:

" موت بھی کوئی گھبرانے کی چیز ہے؟ جو موت سے گھبرائے اس نے پڑھا لکھا سب غارت کیا اور ساری عمر کی محنت پر پانی پھیر دیا۔ گھبرانے کی چیز معصیتیں اور گناہ ہیں گھبرانے کی چیز تو یہ شادیاں ہیں جن میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر سے رخصت کر دیا جاتا ہے۔ اور قرآن وحدیث کو طاق پر رکھ دیا جاتا ہے، من مانی کی جاتی ہے "
(صحبتے با اہل دل)

نوٹ - بندہ کا مشورہ ہے کہ حضرت کے ملفوظات " صحبتے با اہل دل " جنہیں داعی کبیر حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی صاحب مدظلہ نے نقل کئے ہیں، ضرور پڑھئے۔

شادیوں میں کسے خوش کیا جاتا ہے

حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو ایک بار دہلی کے کسی مخلص کے یہاں شادی میں شرکت کرنی پڑی۔ آپ نے شادی کی خاص مجلس کے بھرے مجمع میں فریقین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج آپ کے یہاں وہ خوشی کا دن ہے کہ جس دن کمینوں تک کو خوش کیا جاتا ہے (آپ کو یہ بھی گوارا نہیں ہوتا کہ گھر کی بھنگن بھی ناخوش رہے (ذرا انصاف سے) بتلائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خوش کرنے کی بھی فکر آپ لوگوں کو ہے؟

شادی ہو تو ایسی | حضرت سعیدؒ مشہور تابعی ہیں، بڑے محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت میں ایک شخص عبداللہ بن وداعہؒ کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چند روز حاضر نہ ہو سکے کئی روز کے بعد جب حاضر ہوئے تو حضرت سعید نے دریافت فرمایا کہ کہاں تھے؟ عرض کیا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا تھا اس کی وجہ سے مشاغل میں پھنسا رہا۔ فرمایا کہ ہمیں خبر نہ کی ہم بھی جنازہ میں شریک ہوتے۔

تھوڑی دیر بعد جب میں اٹھ کر آنے لگا تو حضرت سعید نے فرمایا۔

دوسرا نکاح کر لیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضرت! مجھ سے کون نکاح کرے گا؟ دو تین کی میری حیثیت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کر دیں گے۔ اور یہ کہہ کر خطبہ پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح نہایت معمولی مہر آٹھ دس آنے پر مجھ سے کر دیا۔ (اتنی مقدار مہر کی ان کے نزدیک جائز ہو گی جیسا کہ بعض اماموں کا مذہب ہے۔ حنفیہ کے نزدیک دس دراہم سے کم جائز نہیں) نکاح کے بعد میں اٹھا اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مجھے کس قدر مسرت تھی۔ خوشی میں سوچ رہا تھا کہ رخصتی کے انتظام کے لئے کس سے قرض مانگوں؟ کیا کروں؟ اسی فکر میں شام ہو گئی۔ میرا روزہ تھا۔ مغرب کے وقت روزہ افطار کر کے گھر آیا۔ چراغ جلایا۔ روٹی اور زیتون کا تیل موجود تھا اس کو کھانے لگا۔ کہ کسی نے دروازہ کھٹ کھٹایا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا سعید۔ میں سوچنے لگا کون سعید؟ حضرت کا خیال بھی نہ آیا۔ کہ چالیس سال سے اپنے گھر یا مسجد کے سوا کہیں آنا جانا تھا ہی نہیں باہر آ کر دیکھا تو حضرت کو پایا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے نہ بلا لیا۔ فرمایا کہ میرا ہی آنا مناسب تھا۔ میں نے عرض کیا ارشاد فرمایئے۔

فرمایا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ اب تمہارا نکاح ہو چکا ہے۔ تنہا رات کو سونا مناسب نہیں۔ اس لئے تمہاری بیوی کو لایا ہوں۔ یہ فرما کر اپنی لڑکی کو دروازہ کے اندر کر دیا اور دروازہ بند کر کے چلے گئے۔

وہ لڑکی شرم کی وجہ سے گر گئی۔ میں نے اندر سے کواڑ بند کر دئے۔ اور وہ روٹی اور تیل جو چراغ کے سامنے رکھا تھا ہٹا دیا۔ تاکہ اس کی نظر نہ پڑے اور مکان کی چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں کو آواز دی۔ لوگ جمع ہو گئے تو میں نے پورا واقعہ سنایا۔ اس کا چرچا میری والدہ سن کر اسی وقت آگئیں۔ اور کہا کہ اگر تین دن تک تو نے اسے چھیڑا تو تیرا منہ نہ دیکھوں گی۔ ہم تین دن میں اس کی (رخصتی کی) تیاری کر لیں۔

تین دن کے بعد جب میں اس لڑکی سے ملا تو دیکھا کہ "نہایت خوبصورت، قرآن شریف کی بھی حافظ اور سنّت رسولؐ سے بھی زیادہ واقف، شوہر کے حقوق سے بھی بہت زیادہ باخبر"

ایک مہینہ تک نہ تو حضرت میرے پاس آئے اور نہ میں ان کی خدمت میں گیا۔ ایک ماہ بعد جب میں حاضر خدمت ہوا تو وہاں مجمع تھا۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ جب سب چلے گئے تو فرمایا (باقی صفحہ ۶۰ پر)